بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹونگی میدان کے واقعہ کی حقیقی صورتِ حال اور مولانا خالد سیف اللہ صاحب کا مضمون

گزشتہ 1440/4/13ھ مطابق 21/12/2018 بروز جمعہ حیدرآباد سے شائع شدہ روزنامہ منصف میں منارۂ نور عنوان کے تحت "اختلاف کا علاج" کے نام سے ایک مضمون شائع ہوا جو ہمارے پاس بھی پہنچا ہے، مضمون نگار حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ ہیں، مولانا کی شخصیت اور ان کا تحقیقی پایہ اونچا ہے لیکن معلوم نہیں کہ ان کا یہ مضمون کیسے پایۂ تحقیق سے گر گیا، مولانا موصوف نے اپنے کالم میں تبلیغی جماعت کے حالیہ اختلاف کے سلسلہ میں بتاریخ 1/12/2018 کو ڈھاکہ (بنگلہ دیش) کے ٹونگی میدان (اجتماع گاہ) میں ہونے والے افسوسناک اور حیرت انگیز واقعہ کی صورتِ حال جو انہوں نے ہندوستان کے ایک مرکزی درسگاہ کے صاحبِ افتاء اور استاذ حدیث (ہم ان کا نام ذکر کرنا مصلحت کے خلاف سمجھتے ہیں) کے حوالے سے بیان کیا ہے، اس میں ابتداءً مولانا موصوف نے اختلاف کے موقع پر کیا رویہ اور لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے اس پر علمی انداز میں کچھ روشنی ڈالی ہے اور کچھ خیر خواہانہ تاثرات اور تجاویز (بطورِ علاج) بھی پیش کئے ہیں مولانا کے ان تاثرات اور تجاویز پر تبصرہ ایک مستقل بحث ہے، موقع ملے تو ہم اسکو کسی اور فرصت میں موضوع سخن بنائیں گے ان شاء اللہ تعالی، البتہ ہمارے ہاں پیش آئے ہوئے واقعہ کے متعلق مولانا کی تحریر حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ ہم اسکی وضاحت پہلے کرنا ضروری سمجھتے ہیں، کیونکہ مولانا نے بعض تاثرات ونقطۂ نظر اسی واقعہ کے پس منظر میں قائم کی ہے، اور واقعہ اس طور پر سامنے لایا ہے جس سے ہماری شبیہ متاثر ہوئی ہے اور ہمارے مشن کو کافی نقصان اس سے پہنچا ہے اس لئے ہم اس کا دفاع کرنا اپنا دینی فریضہ اور غیرت وحمیت کا تقاضہ خیال کرتے ہیں۔

ہمیں تعجب ہے کہ مولانا رحمانی صاحب نے جس خیر خواہی کے جذبے سے یہ تحریر سپردِ قرطاس کیا ہے اسی خیر خواہی کا تقاضا یہ تھا کہ پہلے واقعہ کی غیر جانب دارانہ پوری طرح تحقیق کرلی جاتی اور اسکے لئے بنگلہ دیش کے علماء ہی کافی تھے جن سے مولانا رحمانی صاحب مدظلہ خود متعارف ہیں ان کے توسط سے اصل صورت حال کا پتہ لگانا ان کے لئے ممکن بھی تھا اصل حقیقت کی تحقیق کے بعد ہی اس واقعہ کو تحریری شکل میں منظر عام پر لانا مناسب تھا، سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرکے انہی کو اپنے قیمتی مضمون کا حصہ بنا کر اسکی زینت وحسن کو بگاڑنا بالکل نامناسب ہوا، یہ تو "حدث بکل ما سمع" میں شمار ہوتا ہے جس سے حدیثِ پاک میں منع کیا گیا ہے آنجناب سے یہ بات مخفی نہیں، اسکی وجہ ظاہر ہے کہ بسا اوقات سنی سنائی بات دور از حقیقت ہوتی ہے۔ خود مولانا نے تحریرِ مذکور میں واضح کیا ہے کہ سنی سنائی باتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی حالانکہ مولانا خود اسکا شکار ہوگئے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ ان کو خبر دینے والے ایک معتبر عالم (جو اس وقت ڈھاکہ میں مقیم تھے اور جھگڑا کی جگہ سے بالکل قریب ان کا قیام تھا) نے ان سے بیان کیا، اب ظاہر ہے کہ وہ عالم تو خود اس حملہ کے مقام پر حاضر نہیں تھے ان کو کسی نے خبر دی ہوگی، تو انکے مخبر نے جو ان سے بیان کیا انہوں نے اسی کو آپ تک نقل کردیا ہوگا، اپنا مشاہدہ تو بیان نہیں کیا ہے، کیونکہ وہ واقعہ کے مقام پر موجود نہیں تھے کسی سے سن کر ہی بیان کیا ہے، علاوہ ازیں یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو بیان کرنے والے شخص نے خود بھی مشاہدہ نہ کیا ہو دوسروں سے سن کر بات بتائی ہو اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ وہ خود اس فریق کا آدمی ہو جو اصل حقیقت کو چھپانا چاہتا ہے، فارسی کا مقولہ ہے " شنیدہ کئے بود مانندِ دیدہ "(سننے والا دیکھنے والے کے برابر کیسے ہوسکتا ہے؟) جس مصیبت وظلم کے شکار ہزاروں کی تعداد میں موجود ہوں، جو ہسپتالوں، مدرسوں، اور گھروں میں اپنے زخموں، کاٹ پیٹ، اور مارپیٹ کے علاج ومعالجہ، ہاتھ اور پاؤں کی ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کی مرمت، اپنے پھوٹے ہوئے سروں کے سوراخوں میں گوشت کی بھرائی تک کی اور اسکیاننگ وطبی جانچ، اور مکمل علاج وغیرہ کے اخراجات کی تکلیفوں کو سہہ رہے ہوں اور گھروں میں ان کی مائیں اور بیویاں اور بچے ان کی بدحالی کو دیکھ کر تڑپ رہے ہوں اور کئی دن تک جو دنیا بھر کے اخبارات

Scanned by CamScanner

اور میڈیا کی زینت بنی رہی ہو، اور انکے مشاہدے سے نظر آنے والے مناظر خود انکے مظلوم ہونے کی منہ بولتی تصویر اور زندہ ثبوت ہوں اور جن معاملات کی خبر استفاضہ و شہرت تک پہنچ چکی ہو انکے متعلق خبر واحد پر اکتفاء کر کے اسی پر اعتماد و تکیہ کر لیا گیا؟، کیا دنیا میں کسی حادثہ کی تحقیق کا یہی طریقہ و معیار ہے؟۔ سبحان اللہ، یہ بھی کتنی عجیب بات ہے کہ جن کے ساتھ یہ سنگین واقعہ پیش آیا جن میں بڑی تعداد طلباء اور علماء کی ہے ان سے اس بارے میں پوچھا تک نہیں گیا کہ کیا ہوا اور کیوں ہوا؟ سبحان اللہ! افسوس اور زیادہ تعجب یہ ہے کہ ٹونگی کے اتنے بڑے حادثہ کے متعلق اتنی سرسری خبر و اطلاع پر اہل علم و اہل نظر بلا تحقیق کس طرح لکھ دیتے ہیں؟ اور میڈیا پر ایسی بے بنیاد خبریں چھپوا کر عام بھی کر دیتے ہیں؟ جن کا تدارک کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور انتہائی دکھ کی بات یہ ہے کہ الٹا علماء و طلباء کو اندر سے حملہ آور قرار دیا گیا حالانکہ وہ اندر سے گیٹ بند کر کے اپنا تحفظ کر رہا تھا، اور حملہ آوروں کی ناپاک و مذموم حرکتوں کے علی الرغم انکو دفاعی پوزیشن میں گردانا گیا حالانکہ حملہ آور اطاعتی لوگ گیٹ توڑ کر اندر داخل ہوئے تھے اور حملہ منظم اور پہلے سے بنی بنائی ترتیب پر ہوا تھا، مولانا کو چاہئے تھا بلکہ دنیا بھر کے اہل علم و اہل دین حضرات کو چاہئے تھا کہ یہاں پہونچ کر ہمیں دلاسا دیتے، اور ہمارے معصوم اور بے قصور علماء و طلباء کے سروں پر ہاتھ رکھتے اور انکے غم و رنج میں برابر کے شریک ہو کر عیادت و تعزیت ادا کرتے، نا یہ کہ دور بیٹھ کر ہمارے خلاف مضامین اور بے جا تبصرے کر کے ہمارے زخموں پر نمک پاشی کرتے۔

بہر حال ہمارا فریضہ اور غیرت و حمیت کا تقاضہ ہے کہ ہم صحیح صورتِ حال کو بیان کر دیں، اگر کسی کو اعتماد نہ ہو اور ظاہری و زندہ ثبوت کو جھوٹی قرار دے تو ہم معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں وہ عالم الغیب ہے انکے ہاں صحیح فیصلہ ہو جائے گا۔

یکم ڈسمبر کو ڈھاکہ کے ٹونگی میدان میں ہونے والا واقعہ کا مختصر بیان مندرجہ ذیل ہے؛

پچھلے سال (2018) بنگلہ دیش کے عالمی اجتماع میں شرکت کرنے سے جب مولانا سعد صاحب کو روکا گیا تو اس وقت مولانا کے بہت سے متبعین جن میں کچھ ہمارے یہاں کے ذمہ دار بھی تھے ٹونگی میدان سے نکل گئے مگر میدان میں اجتماع حسب سابق حسنِ انتظام اور کامیابی کے ساتھ بحمد اللہ چلتا رہا، اس وقت مولانا سعد صاحب اور انکے حامیوں نے کاکرائیل میں بیٹھ کر اجتماع کو متاثر کرنے کی مختلف کوشش اور اقدام کئے تھے اللہ تعالیٰ کی فضل و کرم سے وہ ناکام رہے۔ اسکے بعد پورا سال (یعنی 30 نومبر 2018 تک) ٹونگی کا میدان بنگلہ دیش کے شوریٰ کے علمائے کرام کے ماتحت کام کرنے والے حضرات کی زیرِ نگرانی ہی رہے اور میدان میں ایک بڑی مسجد ہے اس میں ہفتہ واری شب گزاری کے ساتھ ساتھ بقیہ نظام بھی بدستور ان ہی کی سرپرستی میں چل رہا تھا، ادھر نومبر 2018 کے نصفِ اخیر کی آغاز میں وزارتِ داخلہ میں ایک مجلس منعقد ہوئی، جس میں یہ فیصلہ طے ہوا تھا کہ بنگلہ دیش کا آئندہ 30/12/2018 میں منعقد ہونے والا انتخاب عام سے پہلے ٹونگی میدان میں کوئی عمومی یا خصوصی نشست نہیں ہوگی۔

پھر 27/11/2018 کو غازیپور (ٹونگی) کے پولس کمیشنر کی طرف سے بھی اس طرح کا فیصلہ ہوا، بالآخر پھر ایک مرتبہ مولانا سعد صاحب کے لوگوں نے چیف الکشن کمیشنر سے ٹونگی میدان میں اپنا جوڑ رکھنے کے لئے تحفظ طلب کیا لیکن ان کو اجازت نہیں ملی۔

اسکے باوجود 30/11/2018 (یہ پرانوں کے جوڑ کی تاریخ ان لوگوں کو مولانا سعد صاحب نے دی تھی جب وہ 2018 کے اجتماع کے موقع پر کاکرائیل مرکز میں محصور ہوئے تھے، اور نیز اپنی طرف سے انہوں نے عالمی اجتماع کی تاریخ بھی طے کی تھی جو اس جوڑ کی تاریخ سے تقریبا 40 دن کے بعد عام طور پر ہوتا ہے مگر ان کو ان دونوں تاریخوں کی منظوری حکومت سے حاصل نہیں ہو سکی تھی اسکے باوجود، پرانوں کے جوڑ کے لئے سعد صاحب کے متبعین نے اپنے مجمع) کو ملک بھر سے جوڑ کرنے کے حوالے سے بضد ہو کر بلا لیا، لیکن چونکہ میدان شوریٰ کے علمائے کرام کے ماتحت پورے سال سے تھا، اور وہاں میدان میں ایک بڑا مجمع انہی حضرات کے ماتحت ہمارے سالانہ اجتماع (جو 18 جنوری 2019 سے 27 جنوری تک منعقد ہونے والا ہے جسکی تاریخ حکومت سے

Scanned by CamScanner

مذاکرہ کے بعد طے ہوئی ہے اور اب تک حکومت کی طرف سے اس تاریخ پر کوئی ممانعت نہیں آئی ہے اس) کی تیاری میں کام کر رہا تھا جن میں مدارس کے طلباء اور علماء بھی کچھ وقت چھٹیوں کا وہاں دے رہے تھے، اور گیٹ بند کر کے پہرے میں بھی کچھ لوگ تھے، ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا وہ اندر اجتماع گاہ میں کام کر رہے تھے، ان میں بعض لوگ عمل میں مشغول تھے، اس لئے جو لوگ سعد صاحب کے متبعین ہیں ان کو جب ملک بھر سے بلایا گیا میدان میں اُن لوگوں کے داخل ہونے کی حکومت کی طرف سے اجازت نہ تھی، تو ان کو ٹونگی میدان کے قریب ڈھاکہ کے مختلف محلہ کی مساجد میں رات کو ٹھرایا گیا، علی الصباح فجر سے پہلے سب کو تمام جگہوں سے میدان کیطرف روانہ کرایا گیا کسی کے ساتھ بستر وغیرہ کچھ نہ تھا، در اصل وہ لوگ جوڑ کیلئے میدان میں ہرگز نہیں آئے تھے بلکہ حملہ کرنا ہی ان کا منصوبہ تھا۔ گیارہ بجے تک ان کے ساتھیوں جمع ہوتے رہے ان کی تعداد تقریبا30 ہزار سے زیادہ ہو گا ،جبکہ میدان کے اندر ہمارے آدمی تقریبا8 ہزار کی تعداد میں موجود ہوں گے جن میں مدارس کے طلبہ بھی تھے۔ یہاں اس بات کی وضاحت کرنی چاہئے کہ مولانا سیف اللہ رحمانی نے لکھا ہے کہ طلبہ کا غلط استعمال کیا گیا حالانکہ ایسی بات نہیں بلکہ ہر سال اجتماع سے پہلے ٹونگی کے بڑے میدان میں عالمی اجتماع کی تیاری میں مختلف پیشہ کے لوگ رضاکارانہ طور پر شرکت کرتے ہیں، مدارس کے طلبہ بھی پڑھائی کے درمیان چھٹیوں میں شریک ہوتے ہیں، یہ کوئی نئی بات نہیں تھی چنانچہ اس دن بھی کافی طلبہ موجود تھے، جب مولانا سعد صاحب کی لوگوں نے ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے حملہ کا نشانہ زیادہ تر یہی طلبہ اور اساتذہ بنے، ہزاروں کی تعداد میں علماء وطلبہ اور عام ساتھی جو زخمی کئے گئے سب ہی ہمارے لوگ ہیں جو اجتماع کی تیاری کے کاموں میں لگے ہوئے تھے ،اب بھی بہت سے لوگ مدارس، ہسپتال، یا اپنے گھر میں صاحبِ فراش ہیں، اگر کوئی تحقیق کرنے کی خواہش رکھتے ہیں وہ ڈھاکہ تشریف لاکر حقیقتِ حال سے واقفیت حاصل کرسکتے ہیں، میدان میں ایک مدرسہ بھی ہے جس میں اکثر نابالغ کم سن طلبہ تھے اس وقت حملہ اور ظلم سے بچنے کے لئے مدرسہ کا دروازہ بند کر کے تلاوتِ قرآن اور نماز میں مشغول تھے ان پر بھی حملہ کیا گیا جنکو سخت قسم کی زخم کی گئ، ہاتھ پیر توڑ دیا گیا، یہاں تک کہ قرآن مجید کو بھی پامال کیا گیا، بہر حال یہ سب کچھ پلان پہلے سے تیار کر کے لائے تھے، یہ لوگ اطاعتی کہلاتے ہیں ہر کام تو اطاعت میں کئے جاتے ہیں یہ فتنہ وفساد بھی ضرور کسی کی اطاعت میں کیا ہو گا، تو اہلِ نظر و اہلِ بصیرت سے گذارش ہے کہ سوچا جائے کہ کس کی اطاعت میں اور کس کے اشارے پر یہ سب کچھ کیا گیا پھر فیصلہ کریں ان اطاعت گذاروں کے مستقبل کا کیا ہو گا؟۔

بالقصد منظم طریقہ سے حملہ کرنے کے ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

پہلی دسمبر 2018 کو ٹونگی میدان میں علماء وطلباء پر جو حملہ ہوا ہے وہ کوئی اتفاقیہ نہیں تھا بلکہ منظم طور پر پلاننگ کے ساتھ تھا، ذیل کے قرائن اس پر دال ہیں: (الف) اگر ان لوگوں کا مقصد جوڑ رکھنا تھا تو سوال یہ ہے کہ (1) شوریٰ والوں کو اسکی اطلاع کیوں نہیں کی کہ ہمارے لوگ جوڑ کے لئے میدان میں آ رہے ہیں انکے لئے گیٹ کھول دئے جائیں، خفیہ طور پر حملہ آور ہو کر دھاوا کیوں بولا؟ (2) ساری دنیا میں جوڑ میں آنے والے بستروں کیساتھ آتے ہیں لیکن یہ لوگ لاٹھیوں ،لوہے کی سلاخوں ،اور پتھروں کیساتھ کیوں آئے؟، (3) تین چار گھنٹوں میں سارا فساد مچا کر میدان سے کیوں فرار ہو گئے جوڑ کے لئے کیوں نہیں ٹھہرے؟۔ (ب) حملہ کی منظم ترتیب یہ بنائی گئی تھی کہ (1) اپنے ساتھیوں کی پہچان کے لئے حملہ آوروں کے ہاتھ اور کمر پر سبز وسرخ رنگ کی پٹی باندھی ہوئی تھی تاکہ دونوں گروپوں کے آدمیوں میں فرق معلوم ہوسکے کہ یہ مولانا سعد صاحب کے لوگ ہیں، کیونکہ سب ہی ٹوپی کرتا اور ڈاڑھی والے تھے تو ایسا

Scanned by CamScanner

نہو کہ پہچان مشکل ہو کر اپنے ہی ساتھی پر حملہ کر دے۔ (۲) بہت سوں کے گلے میں ایک شناختی کارڈ تھا جس میں اسکا سیریل نمبر اور اپنی گروپ اور بیاج کا نام لکھا ہوا رہتا تھا اسکا مطلب یہ ہے کہ کئی منظم گروپ بنے ہوئے تھے۔

(۳) صبح کو تمام گیٹوں پر جمع ہو گئے تھے، وہاں موجود پولیس نے میدان کی حفاظت کے لئے کھڑے لوگوں اور علماء سے کہا کہ آپ لوگ جاؤ اپنے کام میں لگے رہو، ہم دیکھ لیں گے، آنے والوں کو ہم ہٹا دیں گے، اور گیارہ بجے کا ایک وقت مشترکہ طور پر حملہ کا طے تھا جس کی خبر ہمارے لوگوں کو نہیں تھی، چنانچہ ان کے سارے آدمی ٹھیک گیارہ بجے بیک وقت گیٹوں سے داخل ہونے کی کوشش کی۔ (۴) جتنے بھی زخم لگے ہیں وہ اکثر کے سروں پر لگے ہیں ان کا پلان تھا کہ سب کے سر پر حملہ کیا جائے، ان زخمیوں میں سے کچھ لوگ ابھی تک آئی سی یو میں زیرِ علاج ہیں۔

واضح رہے کہ حملہ کرنے والوں نے حملہ سے پہلے اور اس کے دوران بھی اپنے ساتھیوں کو جہاد کے حکایات ذکر کر کے حملہ کی ترغیب دے رہے تھے، بعضوں نے کافروں کے بارے میں نازل شدہ آیت {فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ} پڑھ کر حملہ کرنے والوں کو ورغلا رہے تھے، حد یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے لوگوں کے سامان بائیک، موٹر سائیکل، اور گاڑی کو بھی توڑ پھوڑ کئے ساتھ ساتھ میدان کے بہت سے سامان بھی ضائع کر دئے، اور موبائل وغیرہ یہ کہہ کر چھین لئے کہ یہ مال غنیمت ہے۔ بس اللہ ہی ان لوگوں کے حساب کے لئے کافی ہیں،

ہمارا اپیل ہے اور ہم دعوت دیتے ہیں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کو کہ وہ بنگلہ دیش تشریف لائیں اور تمام ماجری کو اپنا آنکھوں سے مشاہدہ کریں اور فیصلہ کریں کہ کس مظلومیت کا شکار ہم کو بنایا گیا اور پھر الٹا بدنام بھی ہم ہی کو کیا جاتا ہے، یا للأسف۔

فقط والسلام

مظلوم و مطعون علمائے بنگلہ دیش کی طرف سے

تصدیق کنندہ حضراتِ اکابر علماء کے اسمائے گرامی مع دستخط:

(۱) حضرت مولانا اشرف علی صاحب (سینیر نائب صدر، وفاق المدارس العربیۃ بنگلہ دیش)

(۲) حضرت مولانا نور حسین قاسمی صاحب (نائب صدر، وفاق المدارس العربیۃ بنگلہ دیش)

(۳) حضرت مولانا مفتی منصور الحق صاحب (شیخ الحدیث و رئیس دار الافتاء جامعہ رحمانیہ عربیہ محمد پور، ڈھاکہ)

(۴) حضرت مولانا مفتی ارشد رحمانی صاحب (مہتمم اسلامک ریسرچ سینٹر بشوندھرا)

(۵) حضرت مولانا مفتی میزان الرحمن سعید صاحب (بانی و رئیس مرکز الشیخ زکریا، ڈھاکہ)

(۶) حضرت مولانا محفوظ الحق صاحب (مہتمم جامعہ رحمانیہ عربیہ محمد پور، ڈھاکہ)

(۷) حضرت مولانا مفتی ضیاء الرحمن صاحب (استاذ حدیث و فقہ جامعہ رحمانیہ عربیہ، محمد پور ڈھاکہ) ضیاء الرحمن عفی عنہ

(۸) مولانا شہریار محمود صاحب (استاذ، مدرسہ دار الرشاد میر پور، ڈھاکہ)

Scanned by CamScanner